ولادت نبوی ﷺ سے ہزار سال قبل میلاد نبوی ﷺ کے جلوس کا روح پرور منظر

عاشق رسول ﷺ تبع حمیری کی لازوال داستانِ عشق رسول ﷺ

مقدر کا ستارہ

علامہ محمد ریاست علی مجددی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

محمد فیض احمد چشتی
03335555970

ولادت نبوی ﷺ سے ہزار سال قبل میلاد نبوی ﷺ کے جلوس کا روح پرور منظر
عاشق رسول ﷺ تبع حمیری کی لازوال داستانِ عشق رسول ﷺ

مقدر کا ستارہ

مصنف

محمد ریاست علی مجددی

ناشر

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ لاہور / الحمد مارکیٹ اُردو بازار لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

بفیضانِ نظر

سراج العارفین، امام السالکین، شہباز طریقت، واقف اسرار حقیقت، آفتاب نقشبندیت و مجددیت، حامل فیوضات امام ربانی، شارح مکتوبات امام ربانی، قبلہ عالم، علامہ پیر ابوالبیان **محمد سعید احمد مجددی** قدس سراہ السرمدی

آستانہ عالیہ درگاہ حضرت ابوالبیان علیہ الرحمت ورضوان گوجرانوالہ شریف

نام کتاب	——	مقدر کا ستارہ
مصنف	——	محمد ریاست علی مجددی خطیب جامع مسجد خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ
اشاعت	——	ماہ نور و سرور ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء
محرک	——	ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ محمد منور حسین عرف ہیرو فیروز والا روڈ گوجرانوالہ
معاون	——	قاضی غلام مصطفیٰ صدر اسلامک ویلفیئر سوسائٹی کوٹ قاضی محمد سیف اللہ گھمن صدر کنٹریکٹر ایسوسی ایشن گوجرانوالہ
سرورق	——	محمد رفیق احمد چشتی وزیر آباد
ناشر	——	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
قیمت	——	25 روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ لاہور/ الحمد مارکیٹ اُردو بازار لاہور

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جانِ دوعالم باعث تخلیق کائنات حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے ایک بہت بڑا بادشاہ گزرا ہے جس کا نام ''تُبّع ابنِ حسّان'' تھا۔ یہ منصف مزاج، عالی حوصلہ، نیک سیرت اور سعادت مند بادشاہ بڑا ہی ہر دلعزیز، نیک اور حق پسند تھا۔ وہ زبور کا پیروکار تھا ملک یمن کا بادشاہ تھا۔ ان پانچ بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ جنہوں نے کائناتِ ارضی پر قبضہ جما رکھا تھا اس دور میں بھی اس کے پاس بہت بڑا لشکر تھا۔ اس کے دربار میں دانش مند وزراء اور ارکان سلطنت ہر وقت موجود رہتے تھے۔ جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی۔ یہ شہنشاہ ایک بار اپنے لشکر قاہرہ کے ساتھ گردونواح کے علاقوں کو فتح کرنے کے لئے یمن سے نکلا اور فتوحات کے خیمے گاڑتا ہوا جب مکہ مکرمہ کے پاس پہنچا تو اہل مکہ نہ اس کے لشکر کی قوت سے مرعوب ہوئے۔ اور نہ کسی فرد نے شان و شوکت سے اس کا استقبال کیا اس صورت حال سے وہ بہت غضب ناک ہوا۔ اپنے وزیر خاص عماریس کو طلب کیا اور پوچھا اس شہر کے لوگ کیسے ہیں؟ کہ میرے اتنے بڑے لشکر کی پرواہ نہیں کرتے عماریس نے اسے بتایا کہ (یہ اہل عرب اپنی جہالت پر نازاں ہیں اور چونکہ اس شہر میں کعبۃ اللہ ہے جسے **(ان طھر ابیتی)** کہا گیا ہے اس لئے وہ اس کے پاسبان ہونے کے ناطے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے)

بادشاہ نے غصے میں آکر اس شہر کو تباہ و برباد کرنے اور اس کے باشندوں کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ لیکن اس حکم کے جاری ہوتے ہی اسے ایک پراسرار بیماری نے آن گھیرا اور اس کے کان، ناک اور منہ سے خون بہنے لگا وہ سر کے درد سے بے حال ہو گیا۔ کئی حکیموں نے علاج کیا لیکن کوئی علاج بھی کارگر ثابت نہ ہوا حتیٰ کہ اس عجیب و غریب بیماری کے باعث وہ موت کے منہ سے جالگا۔ بادشاہ کی بے بسی اور بے چارگی دیکھ کر ایک صاحب بصیرت شخص سامنے آیا اور اس نے کہا:

''میں بادشاہ کا علاج کر سکتا ہوں بشرطیکہ میں جو بھی سوال کروں اس کا مجھے صحیح صحیح جواب دیا جائے'' بادشاہ نے اس مردِ دانا کی شرط مان لی اور الگ کمرے میں چلا گیا یہ مردِ دانا بادشاہ سے سوال کرتا رہا اور بادشاہ جواب دیتا رہا۔ جب بادشاہ نے کعبۃ اللہ کو مسمار کرنے اور اہل مکہ کا قتل عام کرنے کے ارادے کا ذکر کیا تو اس دانائے راز نے کہا کہ: بادشاہ سلامت ! یہی تمہاری اصل بیماری ہے جس نے تمہیں کئی دنوں سے مبتلائے عذاب کر رکھا ہے اس خام خیال کو دل سے نکال دو، کیونکہ اس گھر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے:

بادشاہ نے دانائے راز کے کہنے پر اپنے مذموم ارادے کو ترک کیا اور سچے دل سے توبہ کی، کہتے ہیں کہ وہ مردِ حق پرست بادشاہ کے کمرے سے ابھی باہر بھی نہ نکلا تھا کہ بادشاہ کی پر اسرار بیماری جاتی رہی اور وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔ بادشاہ اسی وقت اللہ کی واحدانیت پر ایمان لایا اور دین ابراہیم کو اپنا لیا

اور کعبہ معظمہ کی شرافت وعظمت کا حال جب اپنے ہمراہی علما کی زبانی سنا تو بیت اللہ شریف کی زیارت کی، طواف کیا اور ریشمی غلاف چڑھایا۔ مفسرین کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ سب سے اول جو غلاف بیت اللہ شریف پر چڑھایا گیا وہ یہی تھا۔ قبل اس کے غلاف نہیں تھا۔ اس کے بعد بادشاہ نے اہل مکہ کو بہت بڑی ضیافت دی جس میں سبھی چھوٹے بڑے اور ادنیٰ و اعلیٰ شریک ہوئے۔ ضیافت میں پینے کے پانی کی بجائے شہد پیش کیا گیا۔ اس کے بعد خانہ کعبہ سے تمام بتوں کو نکلوایا اور اس کی خوب تزئین و آرائش کی۔ دروازہ مقفل کر کے چابی مجاور کے حوالے کر دی اور اپنی مہم پر چل پڑھا۔ جب تبع مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا تو سیدھا منزل بہ منزل مدینہ منورہ پہنچا پہلے اس جگہ کا نام یثرب تھا۔ اس وقت یثرب ایک پانی کے چشمے کا نام تھا۔ جب تبع مدینہ میں داخل ہوا تو اس کے ساتھ ایک لاکھ تیس ہزار سوار تھے اور ایک لاکھ تیرہ ہزار پیدل لشکر کیساتھ ساتھ تقریباً 400 سو صاحب کمال علماء وحکماء کا بھی ایک جمِ غفیر تھا، جو آسمانی کتابوں کا علم رکھتے تھے۔

جو اس نے مختلف علاقوں سے چن چن کر اکٹھے کیے تھے۔

ایک روایت میں ہے تبع اوّل اور اہل مدینہ اوس اور خزرج کے درمیان شدید جنگ رہی اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں کے باشندوں نے دغا اور فریب سے اس کا بیٹا قتل کر دیا۔ شاہ تبع کو بہت رنج ہوا چنانچہ وہ انتقام کی غرض سے لشکر لے کر آ گیا اور اہل مدینہ پر یلغار کر دی۔

اہل یثرب مقابلے کی تاب نہ لاتے ہوئے شہر کے دروازے مقفل کر کے قلعہ بند ہو گئے کئی ماہ گزر گئے لیکن بادشاہ اپنے لشکر قاہرہ کے باوجود شہر کو فتح اور اہل شہر کو مطیع نہ کر سکا۔ آخر کار اہل شہر کے حالات کی جستجو میں لگ گیا تاکہ کہیں کوئی کمزوری نظر آئے اور اس سے فائدہ اٹھا کر وہ شہر پر حملہ کر سکے۔ ہفتوں اور مہینوں کے باوجود اسے کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی، اسے شب خون مارنے کا بھی موقع نہ ملا۔

یثرب کے لوگ ہمیشہ نرم دل متواضع اور خوش اخلاق واقع ہوئے تھے۔ رات میں تو لوگ تبع اور اس کے ہمراہیوں کی مہمانداری کرتے اور دن نکل آتا تو میدان جنگ میں آ کر نبرد آزما ہو جاتے۔ ایک روز علی الصبح اس نے اپنے لشکر کے خیموں کے باہر کھجوروں کی گٹھلیاں پڑی دیکھیں کیونکہ اس کے اپنے زادِ راہ میں کھجوروں کا نام ونشان بھی موجود نہ تھا، اس نے اہل لشکر سے استفسار کیا تو سپاہیوں نے بتایا کہ رات کے آخری حصے میں یثرب شہر کی فصیل کے اوپر سے کھجوروں سے بھری ہوئی بوریاں پھینک دی جاتی ہیں جنہیں ہم کھا لیتے ہیں۔

بادشاہ تبع الحمیری یہ سن کر حیران و پریشان رہ گیا اور کہنے لگا کہ: ہم تو مہینوں سے اس شہر کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں باہر سے رسد بند کر کے نہ صرف انہیں بھوکے مارنے کی کوشش میں ہیں بلکہ اس کے مکینوں کو لوٹنا، قتل کرنا اور تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ عجیب لوگ ہیں جو حالت جنگ میں اپنے دشمنوں کے ساتھ دوستوں والا سلوک کر رہے ہیں تبع اپنے جی میں بہت پشیمان ہوا کہ میں اتنے متواضع اور مہمان نواز لوگوں سے لڑ کر اپنے ضمیر کا خون کر رہا ہوں۔ بادشاہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ مسئلہ حل نہیں ہو رہا تھا۔

آخر اس نے وجہ دریافت کرنے کے لئے اپنی فوج کے اکابر کو یثرب کے اکابرین کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کا حکم دیا

دونوں طرف سے کچھ لوگ صلح اور بیچ بچاؤ کیلئے مقرر ہو گئے انہیں پنچوں اور ثالثوں میں ایک شخص اجیحہ نامی تھا۔ اجیحہ نے تبع سے کہا ہم آپ ہی کی قوم ہیں آپ کو ہم سے جنگ نہ کرنی چاہیے تھی۔ اور یہ بھی کہا کہ ہمارے اس شہر کو آپ فتح بھی نہیں کر سکتے، تبع نے پوچھا کہ آخر اس کا سبب کیا ہے۔ میں تو تمہارے اخلاق و مروت کے سبب صلح کر رہا ہوں ورنہ میری فوجیں تو شہر کے دھوئیں اڑا دیتی، اجیحہ اور دوسرے علماء اور احبار نے کہا۔

ہمارا یہ شہر ایک نبی کی (فردگاہ) ہے جو قریش سے ہوں گے اس لئے تم اس شہر کو کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے ہم بھی تو اُسی نبی ﷺ کی محبت میں دور دراز کے علاقوں سے آ کر یہاں آباد ہوئے ہیں ہم میں سے کسی کا تعلق خیبر سے ہے، کوئی شام سے آیا ہے اور کوئی مصر سے، لیکن ہم یہودی ہیں، ہم نے تورات اور زبور جیسی الہامی کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ یہاں نبی آخر الزمان آنے والے ہیں اور ہم یہاں رہ کر انہی کا انتظار کر رہے ہیں ہماری کتب اور صحائف سماوی کے مطابق پیغمبر آخر الزمان حلیم و کریم اور شفیق و انیس ہونے کے ساتھ ساتھ مہمان نواز بھی ہوں گے۔ اس لئے ہم بھی اپنے آپ کو ان جیسی صفاتِ کریمہ سے متصف کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

تبع الحمیری اہل یثرب کی ان باتوں اور حسن سلوک سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے سینے میں سوز و گداز سے معمور دل پگھل گیا، اور وہ بے اختیار رونے لگا۔ وہ اس بات سے اثر پذیر ہوا کہ وہ پیغمبر ابھی مبعوث بھی نہیں ہوئے لیکن ان کے اوصاف کریمہ پر لوگوں نے عمل شروع کر دیا ہے وہ روتا جاتا اور کہتا جاتا تھا کہ کاش وہ اس نبی کریم ﷺ کے دور مسعود میں ہوتا، ان پر ایمان لاتا اور جب وہ اپنی قوم کے مظالم سے تنگ آ کر یہاں تشریف لاتے تو ان کا خدمت گزار ہوتا۔ یمن کے بادشاہ کے ساتھ 400 سے زائد جو صاحب کمال علماء تھے۔ آسمانی کتابوں کا علم رکھتے تھے انہوں نے جب سرزمین یثرب کے محل وقوع اور آثار کا جائزہ لیا۔ یہاں پائی جانے والی نورانی نشانیوں کا جائزہ لیا اور قدسی علامات کا بغور مشاہدہ کیا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں، تو سابقہ الہامی

صحیفوں میں مذکور بشارت اور نشانیوں کی روشنی میں وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہی وہ تاریخی مقام ہے، یہی وہ خطہء زمین ہے جو نبی آخر الزمان ﷺ کا مقام ہجرت بنے گا۔ ان کے علم، شوق، وجدان اور عشق نے انہیں واپس جانے سے روک لیا۔ عقیدت نے ان کے پاؤں پکڑ لئے انہوں نے متفقہ طور پر اس مقام مقدسہ پر رہنے کا ارادہ کر لیا۔ جب بادشاہ نے کوچ کا ارادہ کیا اور لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو چار سو علماء بادشاہ کے دروازہ پر آ کھڑے ہوئے اور گزارش کی کہ ہم اپنے شہروں کو چھوڑ کر ایک طویل عرصہ جہاں پناہ کے ساتھ سفر کرتے رہے ہیں اب ہم چاہتے ہیں کہ ہم یہاں سکونت اختیار کریں یہاں تک کہ ہمیں موت آ جائے۔

بادشاہ نے وزیر کو بلایا اور کہا کہ ان کے حالات میں غور کرے اور وہ وجہ معلوم کرے جس کے باعث ان لوگوں نے میرے ساتھ چلنے کا عزم ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ مجھے ان کی سخت ضرورت ہے وزیر ان کے پاس گیا ان سب کو ایک جگہ جمع کیا اور بادشاہ نے اسے جو کہا تھا اس سے انہیں آگاہ کیا۔ انہوں نے وزیر کو کہا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کعبہ کی عزت اور اس شہر کا شرف اس ہستی کی وجہ سے ہے جو یہاں ظہور پذیر ہو گی، ان کا نام نامی محمد مصطفیٰ ﷺ ہو گا وہ حق کے امام ہوں گے، حامل قرآن، صاحب قبلہ ہوں گے، مالک لوا اور منبر ہونگے، وہ یہ اعلان کریں گے "لا الہ الا اللہ" ان کی پیدائش مکہ میں ہو گی۔ ان کی ہجرت گاہ یہ شہر بنے گا پس خوشخبری ہے اس کیلئے جو ان کو پالے گا اور ان پر ایمان لے آئے گا ہماری یہ آرزو ہے کہ ہم ان کی زیارت سے مشرف ہوں یا ہماری آنے والی نسلوں میں سے ہمارا کوئی بچہ ان کے زمانے کو پالے اور ان پر ایمان لے آئے اور ہماری قبروں پر تو کبھی نہ کبھی ان کے جوڑوں کا غبار پڑ ہی جائے گا، جو ہمارے لئے کافی ہے۔

جے سے برساں پچھوں سجناں پاویں قبر میری تے پھیرا
ہڈیاں اٹھ سلامی دیسن کر سن ادب ودھیرا

وزیر نے جب یہ بات سنی تو اس کے دل میں بھی یہاں رہائش پذیر ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ اور اس نے حقیقت حال سے بادشاہ کو آگاہ کر دیا جب یمن کے حکمران کے علم میں یہ بات آئی کہ اس خطہ دلنواز کے مقدر میں رسول اعظم و آخر ﷺ کا دارالہجرت ہونا لکھا جا چکا ہے۔ تو اس نے بھی علماء کے ساتھ یہیں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا۔ شوق دیدار حضور ﷺ میں نہ اپنی سلطنت کا خیال رہا، نہ کسی اور چیز کا۔ محبت رسول رگ و پے میں سرایت کر گئی، عشق رسول لہو کی ایک ایک بوند میں اتر گیا، روح ذکر محمدی سے سرشار ہو گئی۔

سانسوں میں ''صلی علی'' کے چراغ جلنے لگے، اسے نہیں معلوم تھا کہ ستارہ محمد ﷺ کب طلوع ہوگا۔ حضور ﷺ کب ہجرت کر کے اس شہر نگاراں کو اپنی قدم بوسی کا شرف عطا کریں گے۔ عشق حدود وقت کا کب پابند ہوا ہے، ماہ و سال کی گردش کب اس کی جولانیوں کی راہ میں رکاوٹ بنی ہے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں دل آویز باتیں سن کر اس کا شوق دیدار بڑھ گیا، اس نے اہل یثرب سے اجازت مانگی کہ وہ اس شہر محبوب کی گلیوں بازاروں اور مکانوں کی زیارت کر سکے۔

عید میلادالنبی ﷺ کا جلوس اجازت ملنے پر وہ شہر میں داخل ہوا۔ پورا لشکر اس کے ساتھ تھا آج وہ فاتح نہیں مفتوح تھا، بادشاہ نہیں دلگیر تھا۔ وہ دل گرفتہ جلوس کے ساتھ یثرب کے بازاروں اور گلیوں میں گھومتا رہا۔ اس کے شوق فراواں اور ذوق بے پایاں کا یہ عالم تھا کہ درد سے لبریز اور سوز سے معمور اشعار پڑھنے لگا۔

شھلت علی احمد انہ   وجاھدت بالسیف اعداء
رسول من اللہ باری النسم   وفرجت عن صدرہ کل غم
فلود عمری الی عمرہ

ترجمہ:- میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں۔ اگر میری عمر ان تک پہنچی تو میں ضرور ان کا معین و مددگار رہوں گا اور میں ان کے دشمنوں سے جہاد کروں

گا اور ان کے دل سے ہر غم دور کر دوں گا۔

عجیب دلکش سماں ہے ہزاروں افراد پر مشتمل ایک قافلہ دردمنداں رواں دواں ہے، ہر شخص نہایت احترام اور عقیدت کے ساتھ سر جھکائے چل رہا ہے لوگ یثرب کے در و دیوار سے دیوانہ وار لپٹ رہے ہیں اور ان کے ساتھ لگتے ہی بے اختیار انہیں چومنے لگتے ہیں، کچھ افراد کی آنکھیں اشکبار ہیں اور بعض کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں دواں ہے۔

شاہ یمن سب سے آگے چل رہا ہے وہ یثرب کی گلیوں کو کبھی حسرت سے تکتا ہے اور دیواروں کو دیوانہ وار چومنے لگتا ہے، عجز و انکسار کا پیکر بنا ہوا ہے، اسی وارفتگی کے عالم میں کچھ کہہ رہا ہے۔ آواز اور لہجے میں نہایت دردمندی اور سوز و گداز ہے۔ نہایت احترام اور بے پناہ عقیدت کے ساتھ بول رہا ہے، اسکے ہر لفظ سے درد و سوز اور آرزومندی کی بے پایاں خوشبو آ رہی ہے، وہ کہہ رہا ہے۔

''یثرب کی گلیو! گواہ رہنا کہ تبع الحمیری تمھارے آقا کا سچا غلام ہے۔ یثرب کے بازاروں اور اس کے مکانات کی پاکیزہ دیوارو! شاہد رہنا اور یاد رکھنا کہ میں تمھارے مولا کا نہایت ادنیٰ عقیدت مند اور نام لیوا ہوں۔ اے مقدس اور محترم دروازو! محتشم اور مکرم دیوارو! میں تمھیں بوسے دیتا ہوں تمھاری گلیوں کی خاک پا کو چوم رہا ہوں بلکہ اس خاک پا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔'' اے ارض یثرب! یہ آسمان صرف اس لئے سربلند و سرفراز ہے کہ اس نے تیرے شہر کی چھت کو بوسہ دیا ہے۔ یہ خاک اسلئے ارجمند ہے کہ یہ میرے آقا و مولا کی بارگاہ بننے والی ہے۔

ہاں یہ وہ مقام ہے جہاں آفتاب سعادت طلوع ہونے والا ہے، اور جس کی آمد سے دنیا بھر کی ظلمتیں چھٹ جائیں گی۔ ہر طرف نور ہی نور ہوگا، اور ساری کائنات ارضی سعادتوں اور برکتوں سے معمور ہو جائے گی اے ارض اقدس! یہاں بدر منیر طلوع ہوگا جس کی چاندنی

سے ساری فضا پُر نور ہو جائے گی اور دلوں کے اندھیرے کافور ہو جائیں گے۔

شہلت علی احمد انہ ——— وجاھدت بالسیف اعداء

رسول من اللہ باری النسم ——— وفرجت عن صدرہ کل غم

حتیٰ کہ مؤرخین بتاتے ہیں کہ اس کے لشکریوں نے **یا محمد** ﷺ، **یا محمد** ﷺ کے نعرے لگائے اور حضور پرنور کو یاد کر کے بے حد روئے اور آنسو بہائے۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ میں عید میلا دُالنبی ﷺ کا یہ پہلا جلوس تھا۔ جو سرورِ کائنات کی ولادت باسعادت سے ایک ہزار برس قبل اسی شہر میں نکالا گیا، جہاں آپ تشریف لانے والے تھے اور وہ شہر دارالہجرت بننے والا تھا۔ آقائے نامدار کی ولادت یعنی آمد کی خوشی میں یہ ایسا عظیم الشان جلوس تھا جس کی قیادت اس وقت کا بہت بڑا فرماں روا کر رہا تھا اور اس کے اکابر سلطنت عمائدین اور لشکری عقیدت واحترام کے پھول نچھاور کرتے دست بستہ اور سر جھکائے اس کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ انسان اس واقعہ سے حیران و ششدر رہ جاتا ہے وہ کیسے مہمان محترم تھے جن کا جلوس انکی آمد سے ایک ہزار سال قبل نکالا جا رہا تھا۔ جس میں شاہ وگدا، ادنیٰ واعلیٰ، امیر وغریب سبھی خلوص دل سے شریک تھے۔

تبع الحمیری نے اس کے بعد یثرب کے سارے شہر کو صاف کرایا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان چار سو علماء کے لئے چار سو رہائشی مکانات تعمیر کئے جائیں، پھر چار سو لونڈیاں خریدیں۔ انہیں آزاد کیا پھر ان کا نکاح ایک ایک عالم سے کر دیا۔ انہیں زرِ کثیر بخشا تا کہ وہ یہاں کے اخراجات آسانی سے برداشت کرسکیں اور انہیں زندگی کی تمام سہولتیں فراہم کیں۔

ان علماء میں سے شامول نامی ایک عالم تھا، جسے عالی شان اور خوبصورت مکان بنوا کر دیا اور اسے اس کی بسر اوقات کیلئے باغات لگوا کر دیے۔ اس نادیدہ عاشق رسول نے ایک دومنزلہ مکان نبی آخر الزمان ﷺ کے لئے بھی تعمیر کرایا کہ جب ہجرت کر کے آقائے دو جہاں ﷺ

یہاں تشریف لائیں تو اپنے ہی گھر میں قیام کریں۔ ''عقل عیار تو سو بھیس بدل لیتی ہے لیکن عشق اپنے اظہار کے لئے ایک ہی راستہ اختیار کرتا ہے وہ یہ کہ محبوب کے قدموں پر اپنا سب کچھ نثار کر دے، راہِ حق میں نقد جاں بھی لٹا دے'' ''یہ گھر نسل در نسل منتقل ہوتا رہا''۔ شامول اور دوسرے علماء کی نسل حضور ﷺ کی راہ دیکھتے دیکھتے اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر ملکِ عدم سدھار جاتی، نئی نسل پھر لحمہ ہجرت کا انتظار کرنے لگتی۔

والیِ یمن عشق اور ایمان کے جس مقام پر کھڑا تھا وہ بہت کم لوگوں کے حصہ میں آتا ہے پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کے ظہور سے ایک ہزار سال قبل اس نے والی کون ومکاں ﷺ کے نام اپنے مکتوب میں لکھا۔

اَمّا بَعد **یا محمد ﷺ اِنیْ اٰمنتُ بِکَ وَبِکتابک الَّذی اُنزِلَ اللہُ عَلیکَ وَاَنا علیٰ دِینکَ وسنتک وَاٰمنتُ بِربّکَ وَربّ کُلّ شَیءٍ وَبِکُلّ ماجاءَ مِن رَبّکَ مِن شرائع الایمان والاسلام وَاَنا قبلتُ ذٰلکَ فاِن ادرکتک فیھا ونعمت وَاِن لم اُدرِکَ ما شفع لی یوم القیمۃ ولاتنسی فانی من امتک الاولین وبایعتک قبل مجیئک وقبل ارسال اللہ ایاک وانا علیٰ ملتکَ وملتہ ابراھیم ابیک خلیل اللہ**

یا محمد ﷺ میں آپ اور آپ کی کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ تعالیٰ آپ پر نازل فرمائے گا۔ میں نے حضور کا دین قبول کیا ہے اور آپ کی سنت پر عمل کروں گا آپ کے رب پر اور کائنات کی ہر شے کے پروردگار پر ایمان لایا ہوں۔ اور جو احکام شریعت آپ اللہ کی طرف سے لے آئیں گے ان پر محکم یقین رکھتا ہوں۔ اگر مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے تو یہ میری انتہائی خوش بختی ہوگی اور اگر میں زیارت کی سعادت سے بہرہ ور نہ ہوسکوں تو قیامت کے روز

میری شفاعت فرمایئے اور مجھے فراموش نہ کیجئے۔ میں حضورؐ کے ان فرماں بردار اور اطاعت گزار اُمتیوں سے ہوں جو حضورؐ کی آمد سے پہلے حضورؐ پر ایمان لائے تھے۔ میں آپ کی ملت کا ایک فرد ہوں۔ پھر ملت ابراہیم خلیل اللہ جو آپ کے باپ ہیں ایمان رکھتا ہوں۔

اس نے خط کو سونے کے ساتھ سر بمہر کر دیا اور ان علماء میں سے جو سب سے بڑے عالم شامول تھے ان کے سپرد کیا اور ان سے التماس کیا کہ اگر اس کو حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو تو یہ عریضہ وہ خود حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرے ورنہ اپنی اولاد در اولاد کو وصیت کرتا جائے کہ جس کو وہ عہد سعید دیکھنا نصیب ہو اور رحمت عالمؐ کی زیارت کا شرف میسر آئے تو وہ اس کا عریضہ بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کرے۔

خط سپرد کر کے تبع اول حمیری وہاں سے چلا اور ایک ایسے شہر میں پہنچا جو ہندوستان میں واقع ہے۔ جس کا نام اس وقت فلسان تھا اور وہاں ہی فوت ہوا

یہ خط نسل در نسل منتقل ہوتا رہا، دس صدیاں گزر گئیں۔ ایک ہزار سال بیت گئے۔ ان علماء کی اولاد اس کثرت سے بڑھی کہ مدینہ کی آبادی میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور یہ خط دست بدست مع وصیت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور آپ اس مرد صالح شامول کی اکیسویں پشت میں سے تھے۔ جو اس وقت محافظ و نگہبان تھے اور خط بھی آپ ہی کے پاس محفوظ تھا اور آپ نے اپنے غلام خاص ابولیلیٰ کی تحویل میں رکھا ہوا تھا۔

شاہ یمن تبع الحمیری کی وفات کے بعد پورے ایک ہزار سال گزر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت کی، عجیب سماں تھا۔ تاجدار اقلیم رسالت حضور ختمی مرتبت ﷺ کی قیادت عظمیٰ میں جلوس رواں دواں وادی رانونا سے گزرنے کے بعد سنگلاخ پہاڑی راستے سے گزرا تو بنو ساعدہ کے معززین نے شرکائے جلوس کا

استقبال کیا اور بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں درخواست گزاری کہ یا رسول اللہ میزبانی کا شرف ہمیں بخشئے، اب جلوس کے شرکاء ہادی کون و مکان ﷺ کی قیادت میں یثرب کی دہلیز پر کھڑے تھے۔ وقت، قرن ہا قرن سے اسی لمحہ جاوداں کے لئے چشم براہ تھا اسی ساعت کی پیشوائی کے لئے سحر ازل سے تاجدار اقلیم رسالت ﷺ کی راہوں میں مودب کھڑی تھی، کارکنان قضا و قدر اس سعید گھڑی کی پذیرائی کے لئے افق در افق چراغاں کا اہتمام کر رہے تھے۔ نقوش کف پائے مصطفےٰ کو بوسہ دینے کے لئے یثرب کی سرزمین کتنی صدیوں سے دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے تھی وادی بطحا کی ہوائیں درود پڑھتی رہیں۔ پہاڑ بہر سلامی ایستادہ رہے، آسمانوں کی وسعتیں ان گنت کہکشاؤں کو اپنے دامن میں سمیٹے ظہور قدسی کے بعد کاروان ہجرت کے قدموں پر نثار ہونے کے لئے مچلتی رہیں، اولاد آدم کی کتنی ہی نسلیں اس انتظار میں رزق زمین بن گئیں کہ کب نبی آخر الزماں ﷺ کا ظہور ہو، کب وہ اپنے آبائی وطن سے ہجرت کر کے کھجور کے درختوں میں گھرے ہوئے اس شہر خنک کو اپنی قدم بوسی کا شرف عطا کریں اور وہ غبار رہ عشق کی چادر اپنے برہنہ سروں پر سجا کر دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی کی ضمانت حاصل کریں۔ فضائے یثرب یمن کے بادشاہ تبع کی حیرتوں، حسرتوں، تمناؤں اور آرزوؤں کے چراغوں سے منور و تاباں تھی۔ شوق دیدار کی قندیلیں منڈیروں پر سجی ہوئی تھیں، اہل محبت نے ہر دیوار کے طاق میں اپنی آنکھیں سجا رکھیں تھیں۔ آسمانی صحیفوں اور الہامی کتابوں کے اوراق حضور رحمت عالم ﷺ کے ظہور اور انکی ہجرت کے تذکار جلیلہ سے جگمگا رہے تھے، علماء یہود کی ایک بڑی تعداد یثرب اور یثرب کے مضافات میں آباد ہو گئی تھی۔ انہیں نبی آخر الزماں ﷺ کے ظہور کا انتظار تھا۔ انجیل میں بھی اللہ کے آخری رسولؐ کے بارے میں غیر مبہم اور واضع الفاظ میں درج تھا، عالم نصرانیت بھی طلوع صبح ورودِ مسعود کی کیفیتوں میں سرشار تھا۔ مشتاقانِ دید کا ہجوم تھا جو نسل در نسل حضور ﷺ کی آمد کا منتظر تھا۔ سلمان فارسی ایران سے تلاش حق کے سفر پر روانہ ہوتے ہیں، شوق آزمائش کی کئی منزلیں

طے کرتا ہے۔ علمائے یہود و نصاریٰ انہیں بتاتے ہیں کہ نبی آخر الزماں ﷺ کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔ ستارہ محمد اب طلوع ہوا چاہتا ہے رسول کائنات ﷺ ہجرت کر کے اس شہر دلنواز کو اپنی میزبانی کا شرف بخشیں گے۔ راہ حق کا یہ مسافر زنجیر غلامی پہنے یتیموں کے والی اور غلاموں کے مولا کی آمد کا منتظر ہے۔ شب معراج حضرت جبرائیلؑ مہمان عرش کو سفر کے دوران بتاتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ شہر آپ کا دار الہجرت بنے گا۔

والی کون و مکان ﷺ اپنے جاں نثاروں کے جھرمٹ میں یثرب کی دہلیز پر کھڑے تھے سرزمین یثرب جو ازل سے اس ساعت دلنواز کی منتظر تھی۔ جس نے حصار ہجر میں ماہ و سال کی کتنی گردشوں کی شہادت دی تھی۔ جس کا ایک ایک ذرہ تاجدار عرب و عجم ﷺ کے تلووں کے دھوون کے لیے تڑپ رہا تھا، آسمان کی بلندیوں کو چھونے والی اس سرزمین نے بڑھ کر انتہائی ادب و احترام سے حضور نبی کریم ﷺ کے قدم تھام لیے اور تاریخ نے ان یادگار لمحات کو اذن دوام بخشتے ہوئے یثرب کی خاک کے سر پر مدینۃ النبی کا تاج سجا دیا اور مدینۃ النبی ﷺ آن واحد میں پوری کائنات کی نگاہوں کا مرکز بن گیا۔

مدینۃ النبیؐ کے خوش نصیب لوگ محبوب خدا ﷺ کا استقبال کرنے کو جوق در جوق آرہے تھے، مدینہ کی لڑکیاں شاہراہوں کے کنارے اور کہیں چھتوں پر کھڑے ہو کر دف بجا رہی تھیں اور انتہائی مسرت کے عالم میں عربی کے اشعار پڑھ رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داعی

کوئی اپنے مکانوں کو سجا رہا تھا تو کوئی سڑکوں، گلیوں کی صفائی میں منہمک تھا، کوئی دعوت کا انتظام کر رہا تھا۔

جب حضور نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار مدینہ منورہ کے بازاروں میں داخل ہوئے

ایک جلوس کا سماں تھا، آپ کی شان ہی نرالی تھی۔ چہرہ وَالضُّحیٰ سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں لوگ دیوانہ وار حضور ﷺ کے جلوس کی پیشوائی کے لئے گلیوں اور سڑکوں میں نکل آئے، ان کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے۔ مرد اپنے جسم پر ہتھیار سجا کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر جلوس مصطفےٰ میں شرکت کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ مشتاقانِ دید سڑک کے دونوں طرف صفیں باندھے احترام کی تصویر بنے اپنے آقا ﷺ کے جلوس پر دیدہ و دل نثار کر رہے تھے۔ عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑی اظہار تشکر کے پھول برسا رہی تھیں۔ دخترِ حوا کا نجات دہندہ ان کے شہر کو عزت افزائی کی خلعت فاخرہ سے نواز رہا تھا۔ اور وہ سلاموں کی ڈالیاں اپنے آقا ﷺ کی نذر کر رہی تھیں بچے اور جوان اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب نظر آرہے تھے۔ مدینہ منورہ کے تمام راستے مشتاقانِ دید کے ہجوم سے بھر گئے۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، **جشنِ آمدِ رسول** (صلی اللہ علیہ وسلم) منایا جا رہا تھا۔ مدینے کے در و دیوار بھی کیف و مستی کی کیفیتوں میں سرشار تھے بچے اور بچیاں اپنے آقا ﷺ کی آمد کی خوشی میں نعرے لگا رہے تھے۔ آمد مصطفیٰ

مرحبا مرحبا کی صدا بلند ہو رہی تھی
پوری وادی اس نعرے سے گونج رہی تھی
مدینہ پاک کا ذرہ ذرہ خوشی سے جھوم رہا تھا

پردہ دار عورتیں بھی چھتوں پر سے آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں اور پوچھ رہی تھیں حضورؐ کون سے ہیں؟ حضورؐ کون سے ہیں! ہم نے آج تک اس جیسا منظر نہیں دیکھا۔

کائنات کے سب سے عظیم انسان اور سب سے برگزیدہ رسول ﷺ کی سواری خراماں خراماں آگے بڑھ رہی تھی امواج دل پر محبت کے سفینے رواں دواں تھے آج سے یہ شہر حضورؐ کا تھا، قدم قدم پر خوشبوؤں کے قافلے خیمہ زن تھے، پورا شہر بقعہ نور بنا ہوا ہے۔:-

تمنائے میزبانی: ہر شخص کی خواہش اور کوشش ہے کہ یہ نورانی مہمان اسی کے گھر رونق افروز ہوں۔ لوگ بڑھ چڑھ کر یہ کوشش کرتے ہیں کہ اونٹنی کی مہار پکڑ لیں اور مہمان ذی وقار کو اپنے گھر لے جائیں۔ جس جس محلے سے جانِ دو عالم ﷺ کا گزر ہوتا وہاں کے باسی ناقہ کی مہار تھام لیتے اور بصد ادب واحترام عرض گزار ہوتے۔ یارسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں قیام فرمائیے! ہم آپ کو نہایت عزت وتکریم سے رکھیں گے اور ہر طرح سے آپ کی حفاظت کریں گے۔

جانِ دو عالم ﷺ ان کے والہانہ جذبات سے مسرور ہوتے اور ان کو دعائے خیر و برکت سے نوازتے ہوئے ارشاد فرماتے! "دَعُوْھَا فَاِنَّھَا مَامُوْرَۃٌ" اونٹنی کو جانے دو، یہ حکم الہٰی کے ماتحت چل رہی ہے۔ یہ لفظ سنتے ہی سارے لوگ بیقرار ہو کر پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ خود بھی اونٹنی کو کسی مخصوص سمت میں لے جانے کی کوشش نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ مہار ڈھیلی چھوڑ رکھی تھی۔ اور وہ اپنی مرضی سے چلی جارہی تھی آخر محلّہ بنی نجار میں پہنچ کر رک گئی اور جس مکان میں حضرت ابوایوب انصاریؓ رہا کرتے تھے اس کے دروازے کے قریب بیٹھ گئی ذرا سا بیٹھ کر پھر اُٹھ کھڑی ہوئی اور چاروں طرف گھوم پھر کر اور دیکھ بھال کر دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی اور اپنی گردن زمین پر ڈال دی پھر دھیمی دھیمی آواز نکالی۔۔۔۔۔

شاید عرض کی ہوگی کہ آقا! آپ کو جہاں پہنچانے کا مجھے حکم دیا گیا تھا، وہ یہی جگہ ہے۔ حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاریؓ نے جب دیکھا کہ ان کے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا ہے اور کائنات کی سب سے محبوب شخصیت ان کے گھر کے سامنے جلوہ افروز ہے۔ انہیں کملی والے آقا ﷺ کی میزبانی کا لازوال شرف حاصل ہو رہا ہے۔ تو وہ سیدہ آمنہؓ کے لال کی پیشوائی کے لئے آگے بڑھے، صدیوں پرانے بے رنگ خواب قوس قزح کی صورت میں ان کے قلب وذہن کی پگڈنڈیوں پر اترنے لگے۔ شاہ یمن تبع کی تمنائے میزبانی کا وہ خواب جو اس نے ایک ہزار سال

قبل دیکھا تھا تعبیر سامنے نظر آئی تو خوشی کی ایک لہر انکے رگ وپے میں سرایت کر گئی آخر صدیوں بعد وہ لمحہ ان کے افق دیدہ ودل پر طلوع ہوا، چشم زدن میں ایک ہزار سال کی تاریخ ان کی نظروں میں گھوم گئی۔ نسل در نسل وہ جس رسول محتشم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ پیکر فقر وغناء، جود وسخا، منبع لطف وعطا بنفسِ نفیس ان کے سامنے کھڑے تھے وہ رسول عظیمؐ جو وقار نسل آدم کے امین ہیں۔ جن کا وجود مسعود جواز گردش لیل ونہار ہے جو دلیل صبح ازل اور قرار شام ابد ہیں۔ وہ انسان کامل، وہ معلم اعظم، وہ مہر منور جو ثروت اہل یقین بھی ہیں۔ امام المرسلین اور رحمتہ للعالمین ﷺ بھی ہیں، وہ رسول ذی حشم جنہیں ان کے خالق نے قرآن میں رسول الملاحم، عادل محرم، مکرم، مبصر، طیب، حافظ، صادق اور یٰسٓ وطہٰ کے اسمائے گرامی سے یاد کیا ہے جو ہادی کونین ہیں۔ ہر مخلوق کے ماوٰی وملجا ہیں، وہی محبوب رب جلیلؐ ہیں، وہ روح زمن، ابر شفاعت، جان ثقافت، پیغمبر انقلابؐ ہیں اور انہی کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج سجایا گیا اور آسمانی ہدایت کے سلسلے کو مکمل کر دیا گیا اور قیامت تک کے لئے وحی الہٰی کا دروازہ بند ہو گیا، وہ آئے کہ ان کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب ہر زمانہ انہی کا زمانہ ہے، اب ہر صدی انہی کی صدی ہوگی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے شوق کا عالم کیا ہوگا، ایک عجیب کیف وسرور کے عالم میں آگے بڑھے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور والی کون ومکان ﷺ کا سامان سفر اٹھایا اور تاجدار عرب وعجم ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے آئے دنیا بھر کی عظمتوں، سعادتوں اور برکتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا کشکول آرزو کرم کے سکوں سے لبریز ہو گیا اور جبیں بار تشکر سے بارگاہ خداوندی میں جھک گئی کہ آج تو نے ایک ذرے کو رشک صد آفتاب بنا دیا۔ فاحتمل ابو ایوب خالد بن زید رضی عنه وضعه فی بیتهٖ ابوایوب خالد بن زید نے کجاوہ اٹھایا اور اپنے گھر میں رکھ دیا۔ بنی نجار کے بہت سے افراد اب بھی امیدوار تھے کہ شاید آقا ہمارے ہاں قیام کرنے پر رضامند ہو جائیں مگر آپ نے یہ فرمایا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ رَحْلِه (ہر آدمی اپنے سامان کے پاس ٹھہرنا پسند کرتا ہے)

ابوایوب کو اپنی میزبانی کا شرف بخش دیا

عاجزی کا صلہ: جس وقت آپ مدینہ میں داخل ہوئے۔لوگوں نے اپنے گھروں کو آراستہ وپیراستہ کیا۔خوب سجایا تا کہ آپ وہاں قیام فرمائیں۔ابوایوب نے کہا کہ میں کمزور،فقیر اورغریب جولاہا ہوں۔نبی اکرم ﷺ کے لئے میرے گھر میں قیام فرمانا باعثِ عارتو نہ ہوگا؟ آپ میرے گھر میں کیسے ٹھریں گے؟ اسی سوچ میں گھر بیٹھے آنسو بہا رہے تھے اُونٹنی ابوایوب انصاری کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی۔اور جبرائیل علیہ اسلام نے آکر کہا اے محمد ﷺ اس جگہ پر اتریئے کیونکہ ابوایوب نے حق تعالیٰ کے لئے انکساری وتواضع اختیار کی اور خود کو اس قابل نہ سمجھا، آپ اسی کے ہاں ٹھہریئے۔

جس طرح جودی پہاڑ کے تواضع کرنے کی وجہ سے کشتی نوح علیہ اسلام اس پر آکر ٹھہری اور کوہ سینا پراس کے تواضع کرنے کی وجہ سے تجلی وارد ہوئی۔اسی طرحؒ تواضع کرنے کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ ابوایوب انصاریؓ کے ہاں ٹھہرے۔

نازکرن جے چوڑے والیاں تے دھتکاریاں جاون

عاجز ہون جے چکڑ بھریاں قرب حضوروں پاون

اس واقعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے یہ ارشاد کیوں فرمایا تھا کہ یہ ناقہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مامور ہے۔اور یہ وہیں ٹھہرے گی جہاں اس کی منزل ہے۔چنانچہ دنیا والوں نے دیکھا کہ آقائے نامدار کی اونٹنی وہاں پر ہی رکی جو ابوایوب کا دروازہ تھا ۔اور یہیں پھر مسجد نبوی بھی تعمیر ہوئی۔اسی بناء پر شیخ زیدالدین مراغی فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ رسول اکرم ﷺ ابوایوب انصاری کے مکان میں نہیں بلکہ اپنے ہی مکان میں اترے تھے تو بے جانہ ہوگا کیونکہ یہ مکان ایک ہزار سال قبل انہی کے لئے تعمیر کرایا گیا تھا۔کہ ایک سچے عاشق رسول کی یہ آرزو تھی، کہ نبی آخرالزمان وہاں قیام فرمائیں۔اوراس کا پیغام دردانُ تک پہنچ سکے۔یہ ایک دردمند کی فریاد تھی، جو مقبول بارگاہ ہو چکی تھی

زمان ومکان کے فاصلے مٹ چکے تھے۔نبی اکرم کی ناقہ وہیں رُکی جہاں ایک ہزار سال قبل رکنے کا اللہ تعالیٰ نے تبع الحمیری کے ذریعے انتظام فرمایا تھا۔یہ مکان دراصل آپ ہی کے لئے تعمیر کیا گیا تھا اور ابوایوب انصاری کا قیام محض آپ کی تشریف آوری کے انتظار کے لئے تھا۔پھر نبی کریم ﷺ کے یہ الفاظ مبارک پُراز معنی معلوم ہوتے ہیں کہ (مرد اپنے سامان کے ساتھ ہوتا ہے) چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اسی مکان میں قیام فرمایا۔کتنے محترم ہیں وہ لوگ جن کی آرزوئیں پایہ تکمیل تک پہنچ جاتی ہیں۔کتنے سعادت مند ہیں وہ لوگ جن کی تمنائیں برآتی ہیں اور برگ وبار لاتی ہیں۔اور کتنے عظیم ہیں وہ لوگ جن کی خواہشیں اور دعائیں مقبول بارگاہ ہو جاتی ہیں۔تبع الحمیری اوراس کے چارسوساتھی کتنے عظیم تھے اور کتنے سعادت مند تھے کہ ایک ہزار سال نبی آخر لزمان ﷺ کے انتظار میں گزار دیے دس صدیوں پر محیط طویل فاصلے نہ ان کی آرزوؤں میں کمی کر سکے۔اور نہ ان کے ارادوں کو متزلزل کر سکے۔انتظار کے لمحات کتنے کٹھن ہوتے ہیں یہ ان سے پوچھیے جو محبوب کے انتظار میں ہوتے ہیں۔انتظار میں تو لمحات مہینے اور مہینے سال بن جاتے ہیں ۔اور سال صدیاں لگتی ہیں۔لیکن ان لوگوں کی عظمت، ہمت اور جرأت پر سلام جنہوں نے انتظار محبوب میں صدیاں گزار دیں۔آخر کار ان کی اولاد سعید نے وہ مقام بلند حاصل کیا جس کے لئے دنیا ترستی ہے اور ابدالاباد تک ترستی اور تڑپتی رہے گی۔

مدینہ کی اس سرزمین پر دس صدیوں کے دوران کیا کیا واقعات بیت گئے کیا کیا اور کیسے نشیب وفراز گزر گئے؟ کیسے کیسے قافلے اور کارواں آئے اور چلے گئے؟ کتنے ماہ وسال آئے لیکن اہل مدینہ کا انتظار ختم نہ ہوا۔وہ انتظار کرتے رہے اور کرتے رہے، انتظار ہی ان کی معراج تھا، اور انتظار ہی ان کا مقصود اور نصب العین تھا، اور آخر کار وہ وقت آیا کہ وہ اپنی مراد پا گئے، اور اہل مکہ کی نامرادی دیکھیے کہ ان کے گھر چاند نکلا لیکن اس کی روشنی دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئیں اور ادھر اہل انتظار تھے کہ سرفراز ہو گئے، اور اپنے منتہائے مقصود کو پہنچ گئے۔

تبع حمیری کا خط جو سب سے بڑے عالم شامول کی تحویل میں دیا تھا نسلاً بعد نسل حضرت ابوایوبؓ انصاری کے پاس پہنچا ابوایوب خالد بن زید شامول کی اکیسویں پشت میں تھے۔

یہ خط حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے والے ابولیلیٰ انصاری تھے ابولیلیٰ نے اس سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا تھا۔مگر جانِ دو عالم ﷺ کی نگاہوں سے تو کوئی شئی اوجھل نہ تھی۔اس کو دیکھتے ہی پہچان لیا فرمایا، اَنتَ ابولیلیٰ تم ابولیلیٰ ہو۔

اس نے عرض کی ہاں پھر! حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا تبع اول شاہ یمن کا خط تمہارے پاس ہے۔ابولیلیٰ نے سوچا کہ یہ شخص شاید کوئی جادوگر ہے۔جس نے اپنی ساحرانہ قوتوں سے میرا نام بھی معلوم کرلیا اور میرے مقصد سے بھی آگاہ ہوگیا ہے۔

مگر الجھن یہ پڑگئی کہ جس مجسمہ حُسن و جمال نے یہ بات کہی تھی۔اس کی نہ تو وضع قطع ساحرانہ تھی۔نہ اُس کا روئے زیبا جادوگروں کے منحوس چہروں سے کوئی مشابہت رکھتا تھا اس لیے ابولیلیٰ سراپا حیرت بن کر پوچھنے لگا۔آپ کون ہیں اور میرے بارے میں آپ کو کیسے پتہ چل گیا ۔جب کہ آپ کے چہرے پر جادوگروں جیسی کوئی بات ہی نہیں ہے؟

جانِ دو عالم ﷺ نے فرمایا، میں ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ تھاتِ اَلکتابَ، لاؤ، وہ خط پیش کرو۔

ابولیلیٰ نے خط پیش کیا۔حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو پکڑا کر فرمایا کھولو اور مجھے پڑھ کر سناؤ۔آپ سن کر اس کے مندرجات سے اتنے مسرور ہوئے کہ تین دفعہ فرمایا۔ "مَرْ حَبًا بِتُبَّعٍ ، اَلاَخِ الصَّالِحِ " میرے نیک بھائی تبع کو خوش آمدید، میرے نیک بھائی تبع کو جی آیاں نوں، میرے نیک بھائی تبع کو ہر کلہ راشہ۔تبع حمیری سرفراز وسربلند ہوا، اپنی منزل مراد کو پہنچا اور بھائی کا خطاب پایا یہ کوئی معمولی اعزاز نہ تھا، جو جانِ دو عالم ﷺ نے تبع الحمیری کو عطا فرمایا۔امام بن یوسف الصالحی نے سبل

الہدیٰ میں وہ اشعار بھی لکھے ہیں جو اس نے اپنے عریضہ میں تحریر کئے تھے۔

شَہِدتُ عَلیٰ اَحمدَ اَن رَسُوْلُ مَنَ اللہِ بَارِیٔ النَّسِمَ

میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ احمد علیہ الصلوۃ والسلام اس اللہ کے رسول ہیں جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔

وَلَو مُدَّ عُمرِی اِلیٰ عُمرِہٖ لَکُنتُ وَزِ یرًا لہٗ وَا عَمَّ

اگر میری زندگی نے وفا کی اور میں نے حضورؐ کا زمانہ پالیا تو میں حضورؐ کا وزیر بنوں گا۔اور چچازاد بھائی کی طرح ہر موقع پر امداد کروں گا۔

وَجَاھَدتُ بِالسَّیفِ اَعدَاءَہٗ وَفَرَّجتُ عَن صَدرِہٖ کُلَّ ھَمّ

میں تلوار کیساتھ آپ کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور حضور کے سینہ میں جو فکر و اندیشہ ہوگا اس کو دور کروں گا۔

اہل مدینہ کو ''انصار'' کا لقب ملا یعنی مدد کرنے والا اگر تبع الحمیری کے ان اشعار کی طرف توجہ کی جائے تو اس نے ایک ہزار سال قبل کہا تھا۔

اگر میری عمر ان تک پہنچی تو میں ادنیٰ غلام کی طرح ان کی خدمت کروں گا اور ان کا معین و مددگار بنوں گا۔ان کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کروں گا اور ان کے دل محزون سے ہر غم کو دور کردوں گا۔

تبع الحمیری کی یہ دعا قبول و مسعود ٹھہری اور اس کے آباد کئے ہوئے چار سو علماء حکماء کی اولاد آگے چل کر نبی اُمی کی معین و مددگار بنی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے تمام دُکھ درد دُور کرنے میں اپنی تمام تر قوتیں اور توانائیاں صرف کردیں، جان و مال سے دریغ نہ کیا اور امداد طلب کرنے کے وقت کہا کہ:

یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔آپ فرمائیں گے تو آگ میں بھی کُود جائیں گے ۔آپ حکم دیں گے تو سمندر میں چھلانگیں لگا دیں گے، ہم موسیٰ علیہ اسلام کی قوم نہیں جو یہ کہیں کہ

جائیں آپ اور آپ کا خدا جنگ لڑیں اور ہم یہاں انتظار کرتے ہیں اس کے برعکس انہوں نے یعنی مکہ والوں نے انہیں اتنے دکھ دیے۔ اتنے مصائب اور تکالیف سے دوچار کیا آج ان کی معمولی یاد سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ کے صحابہ کا جینا دوبھر کر دیا۔ گھر بار چھین لیا۔ لیکن اہل مدینہ کو وہ مقام و مرتبہ عطا ہوا کہ جس پر تاریخ عالم رہتی دنیا تک فخر کرتی رہے گی

حسنِ ادب :-

جانِ ہر عالم ﷺ کا یہ مکان دو منزلہ تھا۔ نچلی منزل میں آپ نے خود قیام فرمایا اور اوپر والی منزل حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے لئے چھوڑ دی۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کی! یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ مجھ سے یہ بات برداشت نہیں ہو سکتی کہ آپ نیچے ہوں اور ہم اوپر اس لئے مہربانی فرما کہ آپ اوپر والی منزل میں قیام فرمایئے۔

جان ہر عالم ﷺ نے فرمایا! ابوایوب! نچلی منزل میں ہمیں بھی آسانی رہے گی اور ہم سے ملاقات کے لئے آنے والوں کو بھی سہولت ہو گی۔ اسلئے ہمیں یہیں رہنے دو!

ابوایوب رضی اللہ عنہ اس وقت خاموش تو ہو گئے مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتے۔ جس کی ایک ایک دھڑکن میں جانِ ہر عالمؐ کی محبت اور ادب رچا ہوا تھا۔ چنانچہ رات کو جب بالائی منزل پر چڑھے تو اپنی زوجہ سے کہا ہم بھلا رسول اللہ ﷺ سے اوپر کس طرح رہ سکتے ہیں۔ وہ تو اتنی عظیم ہستی ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے۔ اور ان کی بارگاہ میں ملائکہ حاضری دیتے ہیں۔ بیوی نے بھی ان کی تائید کی اور دیر تک اسی موضوع پر گفتگو ہوتی رہی۔ خاصی رات گزر گئی تو چند لمحوں کیلئے ابوایوب رضی اللہ عنہ کی آنکھ لگ گئی، مگر جلد ہی بڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے اور کہنے لگے۔

نَمْشِی فَوْقَ رَسُوْلِ اللہ ﷺ

آہ! کہ ہم رسول اللہ کے اوپر چل پھر رہے ہیں۔ وہاں سے اُٹھے، بیوی کو بھی اُٹھایا اور ایک گوشے میں سمٹ سمٹا کر بیٹھ گئے۔

کارکنان قضا و قدر بھی شاید آج کی رات ابوایوب رضی اللہ عنہ کے امتحان پر تلے ہوئے تھے۔ کہ اندھیرے میں ٹھوکر لگنے سے پانی کا مٹکا ٹوٹ گیا اور چھت پر پانی پھیل گیا۔ مٹی کی کچی چھت بہت پتلی سی تھی۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں پانی نیچے ٹپک کر رسول اللہ ﷺ کی پریشانی کا سبب نہ بن جائے!۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنا اکلوتا لحاف اتارا اور اسے پانی پر ڈال کر سارا پانی اسی میں جذب کر لیا۔

غرضیکہ پوری رات اسی پریشانی کے عالم میں گزر گئی اور دونوں میاں بیوی کو سکون کا ایک لمحہ نصیب نہ ہو سکا۔ صبح ہوئی تو، ابوایوب رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ بالائی منزل پر جلوہ آرائی فرمائیں۔

جانِ دو عالم ﷺ نے وہی سابقہ وجہ بتائی اور نیچے رہنے کو ترجیح دی تو ابوایوب رضی اللہ عنہ سے صبر نہ ہو سکا۔ اور بصد عجز و نیاز عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! ایسا نہ کیجئے! خدا کی قسم، آپ جس مکان کی زیریں منزل میں قیام فرما ہوں اس کی بالائی منزل پر چڑھنے کی ابوایوب رضی اللہ عنہ کو کبھی جرأت نہ ہو سکے گی۔ بالآخر ان کے اصرار پر جانِ دو عالم ﷺ بالائی منزل پر منتقل ہو گئے۔ اور نچلی منزل میں ابوایوب رضی اللہ عنہ رہنے لگے۔

ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری دا عمل اَدب

بالا خانے سی ابوایوب رضی اللہ عنہ رہندے ساڈے آقا نامدار تھلے
خاوند بیوی نوں نیند نہ پوے فکروں اسیں چھت اُتے تاجدار تھلے
متاں ایہہ ساڈڑی بے ادبی سانوں سُٹے نہ ماردر کار تھلے
آوے چین نہ دوہانوں رات ساری رہوے جندڑی تیغ افکار تھلے
ایڈا ستم ہائے صدقے گھول گتے . دنیادار اُتے دیندار تھلے
اسیں نفر کمین چوباریاں تے سَویں عالم دا شاہ سردار تھلے
کردے بینتی اُتر کے میاں بیوی ہتھ جوڑ کے نال پیار تھلے

بالاخانے تے رہو مقیم آقا اسیں رہنے ہاں سنے پروار تھلے

ساڈی خوف تھیں اکھ نہ جُڑے حضرت قلب و نظر اُڈن بار بار تھلے

اسیں کون وچارڑے گھراں والے رکھواساں نوں پاک پیزار تھلے

کملی والڑے عرض منظور کرلئی رہیا آپھر مرد انصار تھلے

تاج دار داتاج محل دائم بیٹھے لا آسن عاشق زار تھلے

حضور کی میزبانیاں:-

حضرت ابوایوب بتاتے ہیں کہ ہم رات کا کھانا تیار کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا کرتے جب حضورؐ کا پس خوردہ ہمارے پاس پہنچتا تو ہم حصول تبرک کے لئے حضور کی مبارک انگلیوں کے نشانات تلاش کرتے اور جہاں ہمیں وہ نشان معلوم ہوتے ہم وہاں سے کھاتے ایک روز ہم نے رات کا کھانا پکا کر بھیجا اس میں پیاز لہسن تھا۔ حضورؐ نے اسے ہماری طرف لوٹا دیا ہم نے دیکھا کہ حضور کی مبارک انگلیوں کا کہیں نشان نہ تھا۔ میں گھبرایا ہوا حاضر خدمت ہوا عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر تصدق ہوں۔ حضورؐ نے ہمارا کھانا واپس کر دیا میں نے کہیں حضورؐ کے دست مبارک کے نشان نہیں دیکھے۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے اس کھانے میں اس بوٹی کی بو آ گئی تھی۔ اور میں وہ شخص ہوں جو اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے، لیکن تم اسے کھاؤ تمہارے لئے جائز ہے۔ حضرت ابوایوب کہتے ہیں اس روز کے بعد ہم نے کبھی کھانے میں پیاز یا لہسن استعمال نہیں کیا۔

قدرتی طور پر جاں نثاراں کی خواہش تھی کہ میز بانی رسولؐ کا اعزاز تو ابو یوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا لیکن انہیں اپنے آقا کی خدمت بجالانے کی سعادت حاصل ہونی چاہیے۔

۔شمع رسالت کے ان پروانوں کی خواہش ہوتی کہ حضورؐ کی خدمت میں وہ بھی کھانا پیش کریں بالآخر طے پایا کہ اصحاب رسولؐ باری باری یہ خدمت بجالائیں گے تاکہ ہر کسی کو یہ سعادت حاصل ہو جائے۔ اور کوئی بھی اس اعزاز سے محروم نہ رہے۔

سب سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں طعام پیش کرنے کی سعادت جس صحابی رسول اللہؐ کو ملی وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ خود روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جب کاشانہ ابوایوب کو رونق بخشی تو سب سے پہلا تحفہ میں لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ ایک پیالہ تھا جس میں ثرید تھی جو گندم کے آٹے، گھی اور دودھ سے تیار کی گئی تھی۔ میں نے یہ پیالہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ ثرید کا پیالہ میری ماں نے حضورؐ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "بَارَکَ اللہُ فِیھَا" اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے، حضورؐ نے اپنے اصحاب کو بلایا سب نے مل کر اسے کھایا۔

میں ابھی واپس دروازہ تک پہنچا تھا۔ کہ سعد بن عبادہ کی طرف سے ان کا ایک غلام بھرا ہوا پیالہ سر پر اُٹھائے ہوئے آ پہنچا۔ یہ پیالہ کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھ کر دروازہ پر رُک گیا اور وہ کپڑا اُٹھا کر دیکھا۔ تو مجھے اس میں بھی ثرید نظر آئی۔ جس کے اوپر گوشت والی ہڈیاں رکھی تھیں حضرت سعد کا غلام اس پیالہ کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا اور پیش کر دیا

ہر رات تین چار آدمی رسول اللہ ﷺ کے گھر ڈیوڑھی میں کھانا اُٹھائے ہوئے حاضر ہو جاتے۔ ان لوگوں نے باریاں مقرر کی ہوئی تھیں، ہر آدمی اپنی باری پر کھانا پکوا کر لے آتا یہاں تک کہ حضور ﷺ سات ماہ بعد اپنے نوتعمیر شدہ حجروں میں منتقل ہو گئے۔ یہاں بھی سعد بن عبادہ کی طرف سے ایک بڑا پیالہ دن کے وقت اور اسعد بن زرارہ کی طرف سے ایک بڑا پیالہ رات کو بھیجا جاتا۔ رات کے وقت دسترخوان پر تاجدار کائنات ﷺ کے ساتھ بعض صحابہ بھی شریک طعام ہوتے اور ان کی تعداد پانچ سے لے کر پندرہ تک ہوتی۔ طعام کی مقدار کم ہوتی یا زیادہ

حضور رحمت عالم ﷺ کی برکت تھی کہ شرکائے طعام ہر حال میں سیر ہو کر جاتے اور کبھی کھانا کم نہ پڑا۔

حضور صَلَّی اللہ علیہِ وَسلَّم کا پسندیدہ طعام

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے کسی نے کھانوں میں حضور ﷺ کی پسند یا ناپسند کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا، آقائے دوجہان ﷺ کئی ماہ تک ہمارے ہاں رہائش پذیر رہے۔ مگر آپ نے کبھی کوئی خاص کھانا پکانے کا حکم نہیں دیا اور نہ کبھی کھانے میں عیب نکالا البتہ حضور ﷺ کو شوربے والا سالن پسند تھا کیونکہ ایک دن حضرت سعد بن عبادہؓ کے گھر سے شوربے کا سالن آیا جسے آپ ﷺ نے بڑی رغبت سے تناول فرمایا اس کے بعد ہم نے بھی شوربے والا سالن تیار کرنا شروع کر دیا۔ ہم ہریسہ (گندم کے دانوں کو کوٹنے کے بعد قیمے میں ملایا جاتا ہے) حضور ﷺ کے لئے تیار کرتے تھے جسے آپ پسند فرماتے اور شوق سے تناول فرماتے۔ حضورؐ ختمی مرتبت ﷺ کی پسندیدہ غذاؤں میں شہد کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنی آخری الہامی کتاب قرآن مجید میں شہد کو صحت بخش غذا کہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شوق سے شہد تناول فرمایا کرتے، طب نبوی میں بھی شہد کو خصوصی اہمیت حاصل ہے شہد صحت بخش ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں شفا رکھی ہے۔ شہد بہت سی بیماریوں کا شافی علاج بھی ہے، سبزیوں میں کدو کو حضور ﷺ کی پسندیدگی کا اعزاز حاصل ہے۔

مکھن اور گوشت بھی والئی کون ومکان ﷺ کی مرغوب غذائیں تھیں کھجور کا بھی حضور ﷺ کی پسندیدہ غذاؤں میں شمار ہوتا ہے۔ جدید تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ شہد میں مریضوں کے لئے شفا ہے۔ اور یہ انسانی جسم میں توانائی کو بحال کرتا ہے کھجور اور دودھ مکمل غذائیں ہیں گوشت اور سبزیوں کا متوازن استعمال انسانی نشوونما کیلئے ضروری ہے تاجدارِ کائنات حضور رحمت عالم ﷺ سادہ غذا کو پسند کرتے۔

آپ ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، بسیار خوری سے منع فرماتے

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بعد یہ مکان آپ کے آزاد کردہ غلام افلح کی ملکیت میں آ گیا جس سے بعد میں مغیرہ بن عبدالرحمٰن ابن الحارث بن ہشام نے ایک ہزار دینار میں خرید لیا۔ اور بنیادوں سے اس کی تعمیر نو کر کے مدینہ کے تنگ دست لوگوں کے نام ہبہ کر دیا۔

میزبانی کا صلہ :- روایات میں ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بصرہ تشریف لے گئے جہاں حضرت علیؓ کے نائب ابن عباسؓ تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے لئے اپنا گھر خالی کر دیا اور انہیں اس طرح اپنے گھر میں رکھا جس طرح ابوایوب رضی اللہ عنہ نے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں ٹھہرایا تھا۔ جب حضرت ابوایوب انصاریؓ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں دو ہزار درھم اور 40 غلام پیش کئے۔

انصاری خاندان میں برکت

میزبانیِ رسول اللہ ﷺ کا ہی یہ صلہ ہے۔ کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی نسل میں خیر و برکت اور رحمت الٰہی لامحدود ہے۔ اس نسل میں ہر درجہ اور مرتبہ کے لوگ عالم، قاری، حافظ، حاجی، زاہد، عابد، ولی اللہ، بھولے بھالے مسلمان زیادہ تعداد میں آج دُنیا میں موجود ہیں۔ مہمانوں کی مہمان نوازی اور انکساری کی تاثیر اور خوشبو اب تک اس نسل میں برقرار ہے۔

ابو ایوب انصاری دے گھر دا تاریخی حال

ڈیرہ آقا دا ابوایوب رضی اللہ عنہ دے گھر حکمت خاص ذات کبریا دی اے
کئی سو سال پہلے ایہہ پیشن گوئی کملی پوش مدنی پیشوا دی اے

نامی نام شامول اِک مَردھویا شان اُچڑی اوس دانادی اے
مفتی قاضی سی یمن دے بادشاہ دا عزت شان تے مہرخدادی اے
اوہ سرداری چارسو عالماں دا دھوم دُھم گئی فہم و ذکادی اے
اجے شہر مدینہ آبادنہیں سی گل دوردی راز خفادی اے
ہویا یمن دے شاہ دا گذار ایتھوں برکت نظر آئی نوری جا دی اے
کہیا عالماں دیکھ نشان ایہ تاں ہجرت گاہ ختم الانبیاء دی اے
لایا ڈیرا شامول سرداراوتھے وہندا چشمہ تے رونق صبادی اے
ہورلوک بھی کئی رہ گئے اوتھے کشش قدرتی ماہِ ھُدی دی اے
شاہ یمن بھی رہن دی چاہ کیتی پر ایہہ سلطنت پنڈ بلادی اے
عالیشان مکان بنوا اوتھے کیتا ملک شامول صفادی اے
لکھیا شوق تھیں فیر ایمان نامہ خدمت وچہ احمد مجتبیٰ دی اے
ایہہ وصیت اولاد نوں کریں پکی اے شامول ایہہ طرز وفادی اے
ختم الرُسل ﷺ داجدوں ظہور ہووے کرنی بینتی ایس گدادی اے
ادبوں دینا سلام تے ایہہ نامہ نذر نظر چِٹھی التجادی اے
ابوایوب رضی اللہ عنہ شامول دی لڑی وچوں پشت اکیسویں ایس شیدادی اے
تاہیں اوس مکان وچہ رہے سرور ﷺ چھم چھم برسدی رحمت لقادی اے
کروآقادے پیش ایمان نامہ جیوں وصیت آباؤ اجدا دی اے
شاہ یمن دے حق سرکار عالم ﷺ منگی دائم دُعا عطادی اے
(کمبل پوش ص ۱۲۹)

منظوم واقعہ

جیویں تعمیر مدینہ ہویا سنو حقیقت ساری   یمن اندر عادل حاکم بڑی حکومت بھاری
نام تبع حمیری اُس دا عاقل مرد ربانا   چارسو عالم پیش عدالت رکھے علم سیانا
مکے اندر سیر کرنوں جاں اوہ حاکم آیا   مکے والیاں لوکاں اُس دا نہ کوئی ادب بجایا
نہ کوئی آن سلامی ہویا اگوں لے نذرانہ   کردا حکم وزیراں تائیں ہو کے عقل دیوانہ
عربی لوکاں ہرگز میری عزت کیتی ناہیں   ایہہ کیوں کردے بے پرواہی دسو میرے تائیں
اگوں بول جواب سنایا جلدی نال وزیراں   ایتھے خانہ کعبہ رب دا آکھیا بول امیراں
بیت اللہ گھر رب دا ایتھے ابراہیم بنایا   اسدی عزت کارن لوکاں فخر زیادہ پایا
کی پرواہ ایہہ کرن تساڈی نیک نصیب جہاندے   ربدے گھر وچ بیٹھے جیہڑے کیسے شان تہاندے
ایہہ گل سُن کے حاکم آکھے میرے دل وچ آوے   کعبہ ڈھاہ کے لوکاں تائیں قتل کرایا جاوے
جدا ایہہ سخن شہنشاہ کیتا ربنوں غیرت آئی   نک مُنہ کنوں خون چلایا فوراً ذات الٰہی
کیتی پکڑ خداوند سچے ایس سخن دے پاروں   کرن علاج نہ صحت پاوے کارن حکم جباروں
دارو درمل کیتا اُسدا چار ہزار طبیباں   ہرگز کِدھروں صحت نہ ہووے اُسنوں وچ نصیباں
آخر کار حیاتی والی رہی اُمید نہ کائی   اک حکیم شاہ دے تائیں سدھی گل سُنائی
انشاءاللہ جیکر مینوں سچی بات سناویں   چند دناں وچ سمجھ دلیلوں صحت مکمل پاویں
ظلموں بُرا ارادہ میرا ہرگز نہیں سی کوئی   مکے والیاں لوکاں اُتے دل وچ خفگی ہوئی
ایتھوں غیرت رب نوں ہوئی کہے حکیم سیانا   بن توبہ توں ایس بیماری تینوں چھوڑ نہ جانا
سُن کے سخن ہویا شرمندہ بیت ربی ول آوے   ابراہیم نبی دا کلمہ ادبوں بول سناوے
کرن طواف لگا ادبوں اوہ مقبول ربانا   سب لوکاں ندی ورج مہمانی جلد کھلاوے کھانا

سُچا ریشم بیت اللہ پراوس غلاف چڑھایا   کرکے کوچ اتھایوں ڈیرا آن مدینے لایا
جس جگہ ہے شہر مدینہ گُل میدان پیاسی   وچ میدان لگا کے ڈیرے لشکر بیٹھ گیا سی
پیون کارن شاہ دے تائیں مل گیا ٹھنڈا پانی   علم کتابوں خبر عجیبہ دی ذات ربانی
عالم آکھن ختم رسولاں اندر کسے زمانے   اتھے شہر وسے گا خیریں وچ اُجاڑ میدانے
دین سلامت پاک نبی دا رہے قیامت تائیں   اس تھیں پیچھے ہور پیغمبر ہرگز ہووے نائیں
شاہ فرماوے ادب ادابوں جے رب فضل کماوے   میری وچ حیاتی کدھرے نبی پیارا آوے
سب دُنیا تھیں پہلے اُس دا کلمہ بول سناواں   اُسدی تابعداری اندر ساری عمر لنگھاواں
دلدے اندر حب نبی دی کیتا آن ٹکاناں   اتھے کری عمارت جاوے آکھے شاہ سیاناں
بہت عجیبہ ایس جگہ تے شہر پوایا جاوے   شروع عمارت کروشتابی مت کوئی دیر لگاوے
ل چاہوے میں وچ حیاتی کدوں زیارت پاواں   پاک نبی دے کارن اک میں عجب مکان بناواں
ختم رسولاں ایس مکانے قدم مبارک پاوے   جلد مکان تیار کراؤ تبع شاہ فرماوے
لگے کرن عمارت چھیتی شاہ جیویں فرمایا   سرور عالم خاطر اُس نے ہک مکان بنایا
ہلکدن رلکے سب علماواں شاہ نوں عرض سنائی   ساڈے دل وچ ہن نہیں رہ گئی حب وطن دی کائی
کریئے بسر حیاتی اتھے ایہہ ساڈا دل چاوے   ایہہ اُمید دلانوچ ساڈے جے رب فضل کماوے
جیویں تساڈی مرضی ہووے شاہ اجازت دیندا   جیویں دلیل تساڈی ہووے میں نہیں عذر کریندا
بیشک میں بھی رہندا اتھے پیچھے امن ویرانی   فرض میرے تے عدل عدالت ملکاندی نگرانی
جدوں تبع حمیری تائیں کوچ داویلا آیا   اک خط لکھدا ٹرن دے ویلے ایہہ مضمون لکھایا
یا محبوب حبیب خدادے میں اک عرض سناواں   آپ ہوراندے اُتے حضرت میں صلوٰۃ پوچاواں
میں ایمان تُساں تے آندا ہوکے دلوں بجانوں   کلمہ پڑھیا باپ تیرے دا صدق یقین ایمانوں
یا حضرت منظوری کرنی ایہہ گذارش میری   سب تھیں پہلے ہاں میں بنیاں اول اُمت تیری

انتظاری وچ تساڈی ساری عمر گذاری   روز قیامت بُھل نہ جانا یا محبوب غفاری
ایہہ خط لکھ کے نال شتابی شامولے نوں فرمایا   ایہہ خط نال حفاظت رکھیں شاہ فرمان سنایا
جے سردار دو عالم آوے وچ حیاتی تیری   اُسدے اگے حاضر کرنی عرض امانت میری
اس خط تائیں شامول پیارے تے رکھیا نال حفاظت   جاں وقت نزع دا آیا دتی لڑکے تائیں امانت
لڑکے اُسدے نے خط دتا اپنے لڑکے تائیں   ایہہ خط ساڈا پاک نبی دی خدمت وچ پہنچائیں
دہ سو سال وہانا خط نوں نسل بہ نسلے جاندا   سال ہزاراں بعد نبی نوں ذات خدادی آندا
اُس دی نسلوں وچ مدینے ابوایوب انصاری   اوہ خط پہنچیا اُس دے تائیں سُنوں حقیت ساری
اوہ خط ہتھ ابوایوب انصاری چلدا چلدا آیا   مال امانت پاس نبی دے امن امان پہنچایا
اک ہزار دو سو سالوں اوہ خط چلیا آیا   خط منظور نبی نے کیتا جو کچھ شاہ لکھایا

مراجع و مصادر

المواہب الدنیہ، امام احمد بن محمد القسطلانی، محمد علی کارخانہ (اسلامی کتب کراچی)، ۔معارج النبوۃ ،ملاّ معین واعظ الہروی الکاشفی (مکتبہ نبویہ لاہور)، ۔شرف النبی ﷺ: عبدالملک بن عثمان نیشا پوری: ملک اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور، ۔سیدالوریٰ، قاضی عبدالدائم دائم (الفیصل اردو بازار لاہور)، ۔ضیاء النبی ﷺ، پیر محمد کرم شاہ، (ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)، ۔سیرۃ الرسول ﷺ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری (منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور)، ۔مسجد نبوی، محمد معراج الاسلام زاویہ (لاہور) دُریتیم ﷺ، ماہر القادری (القمر انٹر پرائزرز لاہور)، ۔مدینۃ الرسول ﷺ، منظور احمد شاہ (مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال)، ۔**1000** قبل از نبوی ﷺ عید میلاد النبی ﷺ، محمد سلیم قادری بزم رضویہ (لاہور)، ۔آنا جانا نور کا، محمد بشیر کوٹلوی (فرید بک سٹال لاہور)، ۔معراج المومنین محمد احمد نادم سوداگر بریلی۔ ۔کمبل پوش، دائم اقبال دائم۔ (واسو منڈی بہاؤالدین)، ۔چراغ محمدی ﷺ لاہور۔